احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ۔ فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ منگل۔ ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ، ۴۔ ہجرت ۱۳۷۲ہش، ۴۔ مئی ۱۹۹۳ء نمبر ۱۰۱

محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی تشویشناک حالت

ربوہ: ۳۔ مئی۔ محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب یکم مئی بعد نماز فجر برین ہیمرج کی وجہ سے اچانک بے ہوش ہو گئے تھے۔ یہ کیفیت تا حال جاری ہے۔ اور حالت تشویشناک ہے۔ آپ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

آپ کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ان باتوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کر کے بیٹھ جاؤ۔ عیال و اطفال جو تمہارے گلے میں پڑے ہوئے ہیں اُن کی خبر گیری نہ کرو یا بیوی بچوں یا بنی نوع انسان کے بعض حقوق جو تمہاری ذمہ داری میں داخل ہیں ان کی پرواہ نہ کرو۔ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی بجا لاؤ اور خدا تعالیٰ سے بھی غافل نہ ہو۔ جب تم اپنی دنیوی آنی اور فانی ضروریات میں اس طرح کا انہماک اور استغراق پیدا کرتے ہو تو خدا تعالیٰ سے مُنہ پھیر لینا اور اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے حصول کے واسطے کوشش نہ کرنا اور خدا تعالےٰ سے مُنہ پھیر لینا بھلا کس عقلمندی کا کام ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صد ۶۴۳)

ہمیشہ اللہ سے اسکی حفاظت طلب کرتے رہو

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل)

اللہ کی تسبیح کرو۔ اس کی ستائش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا ایک عظیم الشان ہتر ہے۔ انسان کی عقل تمام ذرات عالم کی محیط نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ موجودہ ضروریات کو سمجھ بھی لے تو آئندہ کے لئے کوئی فتویٰ نہیں دے سکتی۔ اس وقت ہم کپڑے پہنے کھڑے ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت اور فضل کے نیچے نہ ہوں اور محرقہ ہو جائے تو یہ کپڑے جو اس وقت آرام دہ اور خوش آئند معلوم ہوتے ہیں۔ ناگوار ہو کر موذی اور مخالف طبع ہو جاویں اور وبال جان سمجھ کر ان کو اتار دیا جاوے۔ پس انسان کے علم کی تو یہ حد اور غائت ہے۔ ایک وقت ایک چیز کو ضروری سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اسے غیر ضروری قرار دیتا ہے اگر اسے یہ علم ہو کہ سال کے بعد اسے کیا ضرورت ہو گی؟ مرنے کے بعد کیا ضرورتیں پیش آئیں گی؟ تو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بہت کچھ انتظام کرے۔ لیکن جبکہ قدم قدم پر اپنی لاعلمی کے باعث ٹھوکریں کھاتا ہے پھر حفاظت الٰہی کی ضرورت نہ سمجھنا کیسی نادانی اور حماقت ہے صرف علم ہی تک بات محدود نہیں رہتی۔

دوسرا مرحلہ تصرفات عالم کا ہے۔ وہ اس کو مطلق نہیں۔ ایک ذرہ پر اسے کوئی تصرف و اختیار نہیں۔ غرض ایک بے علمی اور بے بسی تو ساتھ ہی ہے پھر بدعملیاں ظلمت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ انسان جب اوّلاً گناہ کرتا ہے تو ابتداء میں دلیر نہیں ہوتا ہے۔ پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور .... اس کے بعد مہر لگ جاتی ہے۔ یہ چھاپا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قفل لگ جاتا ہے۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے نفرت کرتا ہے۔ خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے اس کا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے یا تو ان کے حضور آنے ہی کا موقع نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن انتفاع کی توفیق نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ اللہ سے بُعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جن کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بُعد ہو کر کٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے۔

(از خطبہ فرمودہ ۳۱، جنوری ۱۹۰۲ء)

درخواست دعا

مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

خاکسار کا پوتا عزیزم محمد دانیال جو وقف نو میں شامل ہے اور میرے بیٹے محمد سعید خالد مربی سلسلہ کا بیٹا ہے بیمار ہے اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب سے اس کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

مکرم سیّد قاسم احمد شاہ صاحب نائب وکیل التعلیم تحریک جدید کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام "سیّد عدیل احمد" عطا فرمایا ہے۔

نومولود کو ۱۰ یوم سے یرقان ہے۔ علاج معالجہ کے باوجود آرام نہیں آ رہا۔ احبابِ جماعت سے بچے کی کامل شفا یابی صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔

اعلان نکاح

مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب تحریر فرماتے ہیں:

میری نواسی عزیزہ سمیرا مسعود صاحبہ بنت مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب بی اے کے نکاح کا اعلان مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب ابن چوہدری محمد اسحاق صاحب کے ہمراہ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے ۳۱۔ مارچ بعد عصر بیت المبارک میں فرمایا۔ عزیز عبدالرحیم صاحب حضرت محمد ابراہیم صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ عقد مبارک فرمائے۔

اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۴۔ ہجرت ۱۳۷۲ہش ۴۔ مئی ۱۹۹۳ء

یتیم سے سلوک

موت کا وقت معیّن نہیں ہے۔ کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے اس وقت سے موت کا "خطرہ" شروع ہو جاتا ہے۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ فلاں بوڑھے کا کیا ہے۔ اب گیا کہ اب گیا۔ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ بوڑھے نے آخر جانا ہی ہے۔ لیکن کس عمر میں انسان اپنی زندگی کی گارنٹی دے سکتا ہے۔ بیماری کو تو روکا جا سکتا ہے۔ اس کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن موت کا کوئی علاج نہیں۔ اور اس کا وقت بھی مقرر نہیں۔ کہتے ہیں ہر بیماری کا علاج ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں۔

اگرچہ انسان زیادہ دیر تک زندہ رہنا چاہتا ہے۔ اور موت سے خائف ہوتا ہے۔ لیکن گہری نظر سے اس خوف کا مطالعہ کیا جائے تو یہ خوف دراصل موت کا نہیں بلکہ موت کے نتائج کا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اور بغیر کسی تاخیر کے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ یتیمی کی حالت میں ان کا کون پُرسان حال ہوگا۔ ان کی کون دیکھ بھال کرے گا۔ وہ روئیں گے تو دلاسا کون دے گا۔ وہ تکلیف میں ہونگے تو ان کی تکلیف دُور کرنے کی کوشش کون کرے گا۔ تحت الشعور میں یہ ساری باتیں موجود ہوتی ہیں۔ اور یہی باتیں خوف کا ڈھانچہ بن کر سامنے آتی ہیں۔ انسان اپنے بچوں کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ ان کی مدد کرنی چاہتا ہے۔ ان کو پروان چڑھتے دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص ایسے وقت میں دنیا سے چلا جائے۔ جب اس کی اولاد میں سے کسی کی شادی ابھی نہ ہوئی ہو تو لوگوں کو اس پر زیادہ ترس آتا ہے۔ بیچارے نے یہ خوشی بھی نہ دیکھی۔

اگر کسی کو یقین ہو جائے کہ اس کی عدم موجودگی میں اسکے بچوں کے ساتھ اچھا ہی سلوک ہوگا۔ اور انہیں یہ محسوس نہیں ہونے دیا جائے گا کہ وہ باپ کے بغیر بے سہارا ہیں۔ تو انسان موت سے اتنا خائف نہیں رہتا جتنا کہ اس کے مخالف حالات ہیں۔ افراد میں قربانی کا جذبہ بھی صرف اور صرف اسی طرح پیدا ہوتا ہے کہ انکو یقین ہو کہ انکی عدم موجودگی میں انکے بچوں کی صحیح طور پر دیکھ بھال کی جائے گی۔

ان سب باتوں کے پیشِ نظر لازم ہے کہ معاشرہ یتیم بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے اور جو افراد کسی یتیم کو اپنی تحویل میں لیں وہ اسے اپنے بچوں جیسا پیار دیں اور مراعات بھی۔ یعنی ان کے ساتھ اپنے بچوں جیسا سلوک کریں۔

جو آپ بدل جائیں بدل دیتے ہیں دنیا
خائف نہیں کرتے اُنہیں بگڑے ہوئے حالات
جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ کہہ دیتا ہوں بے لاگ
"شائد کہ ترے دل میں اُتر جائے مری بات"

——— ابوالاقبال

(۱)

تماشا چشمِ بینا میں نہاں ہے
جہاں میں تُو نہیں تجھ میں جہاں ہے
یہ عالم ہے تری ہستی کا پرَ توَ
فقط تجھ سے وجودِ دو جہاں ہے

(۲)

جہاں ہنگامہ زارِ آرزو ہے
جہاں نقش و نگارِ آرزو ہے
خرد کہتی ہے اربابِ جنوں سے
کہ جنّت شاہکارِ آرزو ہے

(۳)

سمجھتا ہے ترے پہلو کو فردوس
مِرا دل رازدارِ آرزو ہے
خرد کو کیا خبر کیا ہے محبّت
اِرم تجھ سے بہارِ آرزو ہے

(۴)

مَیں تیرے پاس ہوں تو سامنے ہے
نگہ سے گُم زمین و آسماں ہیں
مگر خلوت نہیں مجھ کو میسّر
ابھی میری نگاہیں درمیاں ہیں

(۵)

مِرا کیا مول، مٹّی کا ہوں ساغر
تری صہبا سے میری آبرُو ہے
مِرے ساقی! مجھے اس انجمن میں
فقط تیری نگہ کی آرزو ہے

سعید احمد اعجازؔ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اگرچہ اس تصویر کا پیرہن ابھی کاغذی تو نہیں بنا۔ کیونکہ یہ تصویر ایک سلائیڈ ہے بلکہ اس تصویر کے ساتھ ایسی ہی دو چار اور تصویریں بھی ہیں لیکن اس سلائیڈ کو کاغذی پیرہن بھی دے دیا جائے گا اس لئے اسے کاغذی پیرہن میں شامل کیا جا رہا ہے۔

امریکہ میں ایک لبنانی تھے۔ فرد محمد ان کا نام تھا۔ کہتے ہیں کہ ان کی سبزی کی ایک بہت بڑی دوکان تھی گویا کہ وہ سبزی فروش تھے اور اسی طرح سبزی کے ساتھ پھل بھی بیچتے تھے ایک وقت میں انہیں یہ احساس ہوا کہ وہ آسمانی آوازیں سنتے ہیں اور ان آوازوں میں کوئی نہ کوئی پیغام ہوتا ہے انہوں نے ان آوازوں کے پیغام کو اپنے دوستوں کو سنانا شروع کیا اور آہستہ آہستہ ان کا ایک حلقہ ارادت بن گیا خدا جانے یہ بات ٹھیک ہے یا غلط کیونکہ اس پر ایک لمبے عرصے سے بحث جاری ہے کہ بعد میں وہ اپنے آپ کو خدا کا نمائندہ نہیں بلکہ خدا ہی سمجھ بیٹھے تھے۔ ایسی باتیں کسی غلط فہمی کی بناء پر بھی سوچی جا سکتی ہیں لیکن کچھ عرصے کے بعد وہ غائب ہو گئے ان کے عقیدت مندوں نے تلاش میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی لیکن وہ مل نہ سکے اور شاید اسی لئے بھی بعض لوگوں کا خیال یا یہ وہم پختہ ہو گیا کہ ان میں خدائی صفات آ گئی تھیں اور وہ دنیا سے پوشیدہ ہو گئے ہیں ان کے عقیدت مندوں میں ایک شخص علائیجا محمد تھے۔ علائیجا محمد امریکہ کے سیاہ فام تھے اور اپنی عقیدت مندی میں دوسروں سے بہت آگے تھے چنانچہ فرد محمد کے غائب ہو جانے کے کچھ عرصے بعد علائیجا محمد نے اپنے آپ کو فرد محمد کے نائب یا خلیفہ کے طور پر پیش کیا اور کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی کی حیثیت میں دیکھا۔ یہ ایک خاصے ہوشیار انسان تھے ان کے پیغام اور طریق تبلیغ کی وجہ سے بہت سے سیاہ فام ان کے اردگرد جمع ہو گئے اگرچہ بظاہر ان کا اسلام سے کوئی تعلق تو نظر نہیں آتا تھا لیکن لوگ اسی کو سیاہ فام اسلام کہنے لگے اور آہستہ آہستہ بہت بڑے بڑے سیاہ فام لوگ بھی ان کے ارادت مند بن گئے۔ محمد علی باکسر بھی ایک لمبے عرصے تک ان کے عقیدت مند تھے۔ ایسے ہی ایک اور شخص بھی جو اس وقت میلکم ایکس کے نام سے جانے جاتے تھے۔ علائیجا محمد کے عقیدت مند تھے۔ آہستہ آہستہ میلکم ایکس کی حیثیت علائیجا محمد کے برابر مانی جانے لگی۔ اور پھر ایک ایسا وقت آیا کہ ان دونوں کو آپس میں ایک دوسرے کا رقیب سمجھا گیا۔ علائیجا محمد زیادہ تر دینی امور کی طرف توجہ دینا چاہتے تھے اور میلکم ایکس کا خیال تھا کہ جب تک سیاہ فام غریب اور بھوکے ننگے رہیں گے۔ ان کی بات معاشرے کے کسی حصے میں بھی سنی نہیں جائے گی چنانچہ انہوں نے اس بات پر زور دینا شروع کیا کہ سیاہ فام لوگوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنایا جائے۔

جن تصاویر کا میں نے ذکر کیا ہے یہ لیگوس نائیجیریا کے فیڈرل پیلیس ہوٹل میں لی گئی تھیں۔ میلکم ایکس ایکس اس لئے کہلاتے تھے کہ وہ اس بات پر احتجاج کریں کہ ان کے آباؤ اجداد کا انہیں کچھ علم نہیں ہے۔ کسی وقت میں انہیں غلام یعنی ان کے خاندان کو غلام بنا کر امریکہ لے جایا گیا تھا اور جس طرح دوسرے لوگ اپنے نام کے ساتھ سرنیم بھی لکھتے ہیں انہیں اپنے سرنیم کا علم نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اسے ایکس کی اکائی میں بدل دیا چنانچہ یہ میلکم ایکس کہلاتے رہے۔

لیگوس یہ اس طرح پہنچے کہ اس سے پہلے انہیں امریکہ ہی میں خیال آیا کہ جسے وہ اسلام سمجھ کر قبول کئے ہوئے ہیں اور جو علائیجا قسم کا اسلام ہے وہ حقیقی طور پر اسلام نہیں ہے چنانچہ وہ باقاعدہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد پہلا کام یہ کریں گے کہ مکہ و مدینہ جا کر اپنے اسلام کا اعلان بھی کریں اور حج کے فریضے کی ادائیگی کی سعادت بھی حاصل کریں۔ اسی حج کے بعد وہ لیگوس پہنچے تھے۔

لیگوس میں ان کے ایک بہت پرانے دوست اور ہماری جماعت کے ایک بہت اچھے امریکی رکن خلیل محمود ایم اے نائیجیریا میں موجود تھے چنانچہ یہ خلیل محمود ہی کے پاس آئے اور خلیل محمود صاحب کی معیت میں فیڈرل پیلیس ہوٹل میں ان کے ساتھ چائے پی گئی اور انہیں مشن ہاؤس آنے کی۔ دعوت دی گئی چنانچہ انہوں نے ایک دن دوپہر کا کھانا احمدیہ مشن ہاؤس میں کھایا۔ اس روز ہم یعنی مشن کے نمائندے اور ہمارے دوست مکرم خلیل محمود صاحب انہیں لیگوس کے مقامی بادشاہ اوبا آڈیلے جی کے پاس لے گئے۔ وہاں بڑے اچھے ماحول میں گفتگو ہوئی۔ میلکم ایکس جو اس وقت تک شہباز ملک بن چکے تھے نے اپنے اسلام لانے کی ساری کیفیت دہرائی اور اوبا اڈیلے کو تفصیل کے ساتھ بتایا کہ مکہ اور مدینہ میں کن کن اشخاص سے ان کی ملاقات ہوئی اور کس طرح سب کے لئے یہ بات خوشی کا باعث تھی کہ امریکہ کے سیاہ فام لوگوں کا ایک خاصا معروف رہنما حقیقی طور پر مسلمان ہو گیا ہے اور حج کے لئے بھی آیا ہے۔

فیڈرل پیلیس ہوٹل میں بیٹھ کر انہوں نے ہمیں اپنے تمام کاغذات دکھائے پاسپورٹ ویزے اور اس کے علاوہ بھی کچھ اور سرٹیفکیٹ جن سے پتہ چلتا تھا کہ وہ واقعی دیگر مسلمانوں کی طرح مسلمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا نام میلکم ایکس کی بجائے شہباز ملک رکھ لیا ہے۔ چنانچہ نائیجیریا سے واپسی پر میں نے الفضل میں ان کے متعلق ایک مضمون شہباز ملک ہی کے عنوان سے لکھا تھا۔

فیڈرل پیلس ہوٹل میں شہباز ملک کے علاوہ مکرم خلیل محمود صاحب مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب عارف اور خاکسار کے علاوہ ایک امریکی اور ایک دو مقامی نائیجیرین موجود تھے۔ ہم نے دو تین دن خاصا وقت اکٹھے گذارا۔ اوبا اڈیلے سے ملاقات کا ذکر تو پہلے کر ہی دیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی بعض لیڈروں کے پاس لے گئے۔ خلیل محمود صاحب کا کہنا تھا کہ چونکہ مشن مختلف سرکردہ احباب سے خاصا متعارف ہے اس لئے خاکسار (نسیم سیفی) شہباز ملک کی ان ملاقاتوں میں ساتھ رہیں بلکہ وہی ملاقات کروائیں اور خلیل محمود کی بجائے خاکسار ہی شہباز ملک کا تعارف کروائے۔

ان کی سوانح حیات خاصی تفصیل سے شائع ہو چکی ہے اور اب پتہ چلا ہے کہ گزشتہ ایام میں انگلستان میں ان پر ایک فلم بھی تیار کی گئی ہے۔ فلم پر جو تبصرے سامنے آئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کے واقعات میں ردو بدل کر کے اس فلم کو دلچسپ بنایا گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض واقعات کا بہت سے دوستوں کو علم نہ ہو اور جب ان واقعات کو فلمایا گیا تو انہوں نے اعتراض کیا ہوگا کہ یہ واقعات درست نہیں ہیں۔ بہرحال فلم کی کہانی جب تک ساری کی ساری ہی سامنے نہ آئے اور ان کی سوانح حیات کے ساتھ اس کا موازنہ نہ کر لیا جائے نہیں کہا جا سکتا کہ فلم بنانے والوں نے کون کون سے واقعات جو ان کی زندگی کا حصہ نہیں تھے اس فلم میں شامل کئے۔ ملک شہباز نے اپنی کتاب میں اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ ایک وقت میں جب انہیں کسی جرم کی سزا میں جیل بھگتنا پڑی تھی اور اس وقت تک وہ عیسائی تھے جیل میں ملنے والوں نے انہیں اسلام کی طرف متوجہ کیا اور وہیں انہیں نماز کی کتاب دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کے دینے والے کا نام عبدالحمید تھا۔ یہ کون سے عبدالحمید تھے یہ تو تحقیق ہی سے پتہ چل سکتا ہے لیکن بہرحال جیل میں انہوں نے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد وہ اسلام کے خاصے مداح ہو گئے۔ لیکن علائیجا کی معیت نے ان پر جو اسلام کا رنگ چڑھایا وہ بالکل مختلف قسم کا تھا۔ بہرحال اللہ تعالےٰ نے انہیں توفیق دی کہ وہ صحیح اسلام کی طرف لوٹ آئے اور انہیں حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ اور ہم اپنے آپ کو اس لئے خوش قسمت سمجھتے ہیں کہ ایک اتنے بڑے سیاہ فام لیڈر سے لیگوس میں ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ خاصا وقت گذارا۔

باقی صفحہ ۶ پر

تیرے ربّ نے (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا ان دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آجائے تو انہیں (ان کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور اُن سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر اور رحم کے جذبہ کے ماتحت ان کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کے لئے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے ربّ! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ تمہارا ربّ جو کچھ (بھی) تمہارے دلوں میں ہو اسے (سب سے) بہتر جانتا ہے (اور) اگر تم نیک ہو گئے تو (یاد رکھو) وہ بار بار رجوع کرنے والوں کو بہت ہی بخشنے والا ہے۔ (قرآن کریم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی نیوز انٹرنیشنل

۲۱- اپریل ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۲۱ اپریل ۹۳ء کے شمارے میں مسٹر خلیل قریشی کہتے ہیں کہ سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ایک ہی مد مقابل یعنی امریکہ نے اب دنیا بھر کی پولیس کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ دھمکاتا بھی ہے اور "برے لوگوں" کا شکار بھی کرتا ہے اور اپنے اوکٹوپس جیسے ترشے اپنے پیاروں میں تقسیم بھی کرتا ہے۔ انکل سام کی یہ پالیسی تو بہت دیر سے چل رہی ہے لیکن اسے سوویت یونین کی وجہ سے ترقی نہیں مل رہی تھی اور یہ بات امریکہ کو ناپسند تھی۔

لیکن زبردست سوشلسٹ سلطنت کے زوال کے بعد اب امریکہ ہی ایک ایسا ملک رہ گیا ہے جو اپنے آپ کو سپر سٹار سمجھتا ہے اور اس نے از خود اپنے ذمہ یہ فریضہ عائد کر لیا ہے کہ اس بحران زدہ دنیا کی تمام خرابیوں کو اس نے دور کرنا ہے۔ جو ممالک زیر الزام آجاتے ہیں انہیں راہ راست پر لانے کا کام بھی اس نے سنبھال لیا ہے۔ اور اس طرح وہ اپنے عالمی مفاد کے سلسلے میں کام کر رہا ہے۔

اب بعض ممالک کو اس نے دہشت گرد قرار دے دیا ہے اور دیگر ممالک کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر وہ امریکہ کے دانش وروں کی پالیسیاں اختیار نہیں کریں گے تو انہیں بھی دہشت گرد قرار دے دیا جائے گا۔

یہ بات بھی یہاں ذکر کے قابل ہے کہ یہ سب کچھ یہود اور ہندو لابی کے تعاون سے ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان اب اس تعصب اور بے بنیاد کہانیوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ غالباً یہ وہ بات ہے جو عالمی نظام نو کے سلسلے میں بار بار دہرائی جاتی تھی اور جسے مسٹر بش بڑے فخر کے ساتھ پیش کرتے تھے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ آزادی کی جدوجہد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے۔ اگر لوگ حق خود ارادیت کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں اور انہیں دہشت گرد قرار دے دیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ ظلم اور بزدلی کی انتہا ہے۔ الجیریا کے لوگوں نے ایک بہت بڑی جنگ فرانس کے خلاف لڑی اور افغانیوں نے روس کے خلاف۔ اور افغانی جنگ ۱۴ سال تک جاری رہی۔ ان دنوں کسی شخص نے انہیں دہشت گرد قرار دینے کی جرأت نہیں کی لیکن جب کشمیری ۷ نصف ملین ہندوستانی فوج کے تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ جدوجہد کرتے ہیں تو انہیں دہشت گرد کہہ دیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ عالمی ضمیر کو اس بات نے کچھ نہیں دیا۔ نہ اقوام متحدہ کو اور نہ امریکہ کو۔ اگر امریکی لوگ حقائق سے غافل نہیں ہیں تو انہیں ہندوستان سے پوچھنا چاہیئے کہ اس نے نصف ملین کے قریب فوجی نفری جموں اور کشمیر میں گذشتہ ۴۵ سال سے کیوں متعین کر رکھی ہے۔ کشمیر تو کبھی ہندوستان کا حصہ نہیں تھا۔ اس پر جبری طور پر قبضہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت بھی فیصلہ یہ تھا کہ رائے عامہ کے ذریعے فیصلہ کروایا جائے گا کہ کشمیر کی ریاست کا مستقبل کیا ہونا چاہیئے جہاں تک اقوام متحدہ کی قرار دادوں کا تعلق ہے وہ اس بات کی کھلی دلیل ہیں پھر مقامی مزاحمت کو دہشت گردی کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ اگر امریکہ اس بات کا بہت ہی خواہش مند ہے کہ جنوبی ایشیا کو امن کا علاقہ بنائے اور وہاں پر جنگ کے خطرات کسی صورت میں بھی نہ منڈلائیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ہندوستان سے کہے کہ متنازعہ علاقہ کشمیر سے وہ اپنی فوجیں واپس لے جائے اور کشمیریوں کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔ لیکن کسی عجیب قسم کی منطق کے باعث یا کسی ایسی محبت کی وجہ سے جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور جو ہندو دیو مالائی کہانیوں کے ساتھ انہیں ہے۔ امریکہ پاکستان اور کشمیر کو پابندیوں کے سلسلے میں دھمکیاں دے رہا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے۔

ہندوستان گلا پھاڑ پھاڑ کر شور مچا رہا ہے کہ اگر کشمیر چلا گیا تو بھارت ماتا کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ بھلا ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو جائیں گے۔ یہ ملک تو کبھی ایک تھا ہی نہیں۔ سوائے اس وقت کے جب اشوکا کو اقتدار ملا۔ اس سے پہلے زمانوں میں یہ ٹکڑے ٹکڑے تھا پھر مغلوں اور اس کے بعد برطانوی راج کے دوران یہ اکٹھا ہوا۔ ہندوستان صرف اسی طرح زندہ رہ سکتا ہے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی کو چھوڑ دے اور متنازعہ علاقہ یعنی کشمیر کو حق خود ارادیت دے اور اس کے بعد وہ اپنے جنوبی ہندوستان آسام مشرقی پنجاب اور جھارکھنڈ کا خیال رکھے۔ اگر ہندوستان کشمیر کو چھوڑ دے گا تو اس پر کوئی آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا۔ الگ الگ ہونے کا رویہ موجود ہے تو اسے کوئی شخص روک نہیں سکتا عظیم سوویت یونین بھی تو آخر ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ کشمیری مزاحمت کوئی نئی بات نہیں ہے۔ وہاں کے بہادر کشمیری اپنی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں اور ایسا کرنے کے نتیجہ میں انہیں ذبح کیا جا رہا ہے۔ کوئی شخص انہیں بچانے کے لئے آگے نہیں بڑھ رہا۔ لیکن اگر انتقامی طور پر کوئی ہندو فوجی مارے جاتے ہیں تو مارنے والوں کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکل سام ہندوستانی پراپیگنڈے سے بہت زیادہ متاثر ہے اور چاہتا ہے کہ اسے یعنی ہندوستان کو ہر حالت میں خوش رکھا جائے۔ عدل اور فیئر پلے ہو یا نہ ہو۔ لیکن ہمارا ہمسایہ جہاں غربت ہی غربت ہے۔ جہاں بھوک اور بیماری ہے آہستہ آہستہ اور یقیناً ایک ایسے نتیجہ کی طرف جا رہا ہے جسے کسی حالت میں روکا نہیں جا سکتا۔

یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔

فرنٹیئر پوسٹ

۲۲- اپریل ۱۹۹۳ء

انگریزی اخبار فرنٹیئر پوسٹ کے ۲۲ اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں لاہور کے ماشاء اللہ خان کہتے ہیں:

ہر کھیل کے لئے کچھ قواعد اور ڈسپلن مقرر ہوتے ہیں جن کے بغیر وہ کھیل ایک مذاق بن جاتی ہے مثال کے طور پر اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ وہ نیشنل ٹیم مثلاً ہاکی، کرکٹ، فٹ بال یا کشتی کے لئے قومی سطح پر اپنے آپ کو منتخب کر دلے تو قواعد اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ کھیلنے والا اپنی کھیل کا معیار پیش کرے اور یہ بھی بتائے کہ اس نے پہلے اس نے کلب یا ضلع کی ٹیم میں کھیل کا کس طرح مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی کھیل کے مظاہرے اور اس کی کامیابیوں ہی سے اس کو اگلی سطح پر ترقی دی جاتی ہے اور اس کے غیر معمولی ٹیلنٹ کی وجہ سے۔ مثال کے طور پر وقار، مشتاق یا انضمام کرکٹ میں بلاواسطہ طور پر نیٹ مشق کے لئے بلائے جاتے ہیں اور وہاں ان کا ڈسپلن اور ان کی کارکردگی دیکھی جاتی ہے نہ کہ ان کی دنیاوی حیثیت۔

کوئی شخص چاہے کتنے ہی وسائل کیوں نہ رکھتا ہو اسے نیشنل قومی ٹیم میں شامل نہیں کیا جا سکتا یعنی اس لئے کہ اس کے خاندان کا کوئی شخص اسی گیم کا کھلاڑی تھا۔ قسمت اور کھیل کا ایسا مظاہرہ جس میں تعلق داری کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ ہمیشہ ناکامی پر منتج ہوتے ہیں

بدقسمتی سے اس کھیل میں جسے سیاست کہا جاتا ہے (اور جس طرح یہ ہمارے ملک میں کھیلی جاتی ہے) دوسری کھیلوں کے بالکل برخلاف اس کے قواعد اور ڈسپلن متعین ہوتے ہیں۔ پالیٹکس میں داخل ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ آپ کے پاس خاص دولت موجود ہے جسے آپ رفاہ عامہ اور دکھ اور تکلیف برداشت کرنے والے انسانوں کے لئے خرچ کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اگر آپ کے ارد گرد چار لوگ ایسے ہیں جو آپ کی ہاں میں ہاں اور نہ میں نہ ملانے کے لئے تیار ہیں جنہیں عام طور پر مشیر کہا جاتا ہے۔ (تو آپ سیاست میں داخل ہو سکتے ہیں) اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کے خاندان میں سے کوئی شخص پہلے ہی اس کھیل میں موجود ہے تو آپ بھی اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور قومی سطح پر آ سکتے ہیں۔ آپ کے سیلیکشن اور آپ کے لئے الیکشن ممکن بنائی جا سکتی ہے۔ یہ بھی آپ کے لئے ضروری نہیں ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ اس سے پہلے آپ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے آج کے سیاستدانوں اور رہنماؤں اور کل کے رہنماؤں کے کردار اور ان کی تعلیم کے پس منظر کو سامنے رکھیں تو ہر شخص حیران و ششدر رہ جائے گا کہ منتخب نمائندے جو عوام کے منتخب ہیں۔ ان کے پاس تعلیم کا کوئی پس منظر نہیں ہے۔ نہ انہوں نے اس سے پہلے کسی سطح پر بھی یہ کھیل کھیلی ہے اور سادہ سی تربیت جو انہوں نے حاصل کی ہے اور جو وہ اپنے سیاسی کیریئر کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اس یونیورسٹی سے انہیں ملی ہے جسے وہ اپنا ڈیرہ کہتے ہیں۔ جہاں وہ یہ سیکھتے ہیں کہ اپنے نوکروں سے کس طرح مذاق کرنا ہے۔ یہ نوکر جو کل کی زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور جو دھوپ اور تکالیف کے مارے ہوتے ہیں۔ یہ ان کے شہری ہیں اور یہ لوگ جن کی سیاست میں داخل ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ ان کے منجی۔

ان پر حکومت کرتے ہوئے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ میل جول ان کی بے عزتی کا باعث ہے نہ کہ فخر کا۔ نہ ان کے ساتھ وہ ان کے غم میں شریک ہوتے ہیں۔ اور

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وکالت وقفِ نو

وقفِ نو ـــ ایک بہت ہی برکتوں والی تحریک

وکالت وقفِ نو واقفین نو سے متعلقہ ایمان افروز واقعات جمع کر رہی ہے مثلاً

۱۔ کسی کے ہاں اولاد نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کی برکت سے اسے اولاد عطا فرمائی۔

۲۔ کسی واقفِ نو بچے کو اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے ذریعہ غیر معمولی طور پر شفا عطا فرمائی۔

۳۔ بچے کے سلسلہ میں والدین یا کسی اور کو کوئی خواب آئی اور اسے اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا۔

۴۔ بچے کے والدین نے بچے میں کوئی اچھی عادت پیدا کرنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کیا اور کامیابی ہوئی۔

۵۔ بچے کے والدین نے بچے کی کوئی بری عادت دور کرنے کیلئے کوئی طریقہ اختیار کیا اور کامیابی ہوئی۔

۶۔ بچے کے والدین نے بچے کی تربیت کی خاطر اپنے اندر کوئی نیک تبدیلی پیدا کی۔

مندرجہ بالا قسم کا کوئی واقعہ ہو تو آپ وکالت وقفِ نو کو درج ذیل تفصیل کے ساتھ ارسال فرمائیں:۔

نام واقف / واقفہ نو۔ ولدیت حوالہ نمبر (اگر ہو تو)۔ مکمل پتہ۔ واقعہ کی تفصیل۔

اسی سلسلہ میں مکرم رانا محمد اقبال صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک وقفِ نو کا اعلان فرمایا تو میرے دل میں بہت شدت سے خواہش پیدا ہوئی کہ خدا تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے اور میں اسے اس تحریک میں شامل کر دوں۔ (اس وقت میری تین بچیاں تھیں)۔ چنانچہ اس بچے کی پیدائش سے بہت پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت کھلا میدان ہے اور اس میں کافی زیادہ بکرے اپنے اپنے کھونٹے کے پاس قربان پڑے ہوئے ہیں جو دیکھنے میں کافی خوبصورت اور صحت مند ہیں۔ لیکن ایک خوبصورت بکرا کھونٹے کے ساتھ ابھی کھڑا ہے اور کافی صحت مند اور خوبصورت ہے جس کی سفید اور گندمی رنگ کی کھال ہے اور مجھے بتایا جا رہا ہے کہ جیسے یہ میرا بکرا ہے صرف یہی زندہ ہے۔ باقی سب قربان ہو چکے ہیں۔ بعدہٗ میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

اسی دن سے میری تسلی ہو گئی تھی کہ خدا تعالیٰ مجھے ضرور بیٹا عطا فرمائے گا اور وہ ضرور اس تحریک میں شامل ہو گا۔ سو خدا تعالیٰ کا عظیم احسان ایسے ہی ہوا۔ اور قریباً ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو نوازا جو اس تحریک میں شامل ہے۔

اس کے بعد جب بچے کی پیدائش میں تین چار ماہ باقی تھے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بستر کے بالکل سامنے والی کمرے کی دیوار پر بہت ہی خوبصورت عربی میں لکڑی کا لفظ "حمّاد" لکھا ہے جو قریباً دس فٹ لمبا اور چار فٹ چوڑا ہے اور لکڑی کے اوپر بہت عمدہ پالش بھی کی ہوئی ہے میں نے اپنی زندگی میں اس سے قبل یہ نہیں سنا تھا کہ یہ نام بھی ہوتا ہے چنانچہ اپنے والد محترم کو بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لفظ عربی اور اردو میں استعمال ہوتا ہے۔

اس بچے کی پیدائش کے موقع پر جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس کے وقفِ نو میں شامل کرنے کی درخواست کی تو حضور کو یہ خواب بھی لکھ دی جس کے بعد آپ نے اس بچے کا نام "حمّاد جاوید احمد" تحریر فرمایا۔

اگرچہ میرا جی بہت چاہتا تھا کہ میں اس کا نام جاوید بھی رکھوں لیکن

باقی صـ۶ پر

بقیہ: صـ۴

نہ ان کی تکالیف کو دور کرتے ہیں جب انتخابات کا وقت آتا ہے تو ان کی رعایا کو یہ حکم ملتا ہے کہ انہیں ووٹ دیا جائے۔ اور اسمبلیوں میں پہنچایا جائے۔ یہ غریب رعایا اس کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں کہ وہ اپنے ان گاڈ فادرز کا حکم مانیں اور یہ سب کچھ اس لئے کہ وہ ناخواندہ ہیں بھوکے ہیں اور مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اس کھیل کے لئے جس قاعدے کی ضرورت تھی وہ یہ تھا کہ ان لوگوں نے پہلے اپنے محلہ کمیٹیوں میں کام کیا ہوا ہو۔ پھر ضلع اور ڈسٹرکٹ کونسل میں اور اس طرح قدم بقدم منزل بمنزل وہ آگے چلتے ہوئے اسمبلیوں تک پہنچتے۔ وہ یہ بتا سکتے کہ انہوں نے ان مختلف منازل میں کس طرح کام کیا تھا اور کس طرح ان لوگوں کی تکالیف دور کی ہیں جو پریشان تھے۔ کس طرح انہوں نے لوگوں کو تعلیم دی ہے اور کس طرح ان کی صحت کا خیال رکھا ہے۔ اور حفظان صحت کا بھی تاکہ یہ باتیں ثابت کر سکتیں کہ انہیں عوام الناس سے محبت ہے اور یہ محبت وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کرتے ہیں نہ کہ اپنے ذاتی مفادات کے لئے۔ وہ یہ ثابت کر سکتے کہ وہ ان لوگوں کی عزت اور ان کے فخر کے سرپرست رہے ہیں اور کہ انہوں نے ان کو اور ان کی امیدوں کو فریب نہیں دیا اور ان کی عزتوں کو لوٹا نہیں۔

اگر اخبارات کی شہ سرخیاں دیکھی جائیں تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ہمارے یہ سیاست دان اپنے مخالفین کے لئے کیسی زبان استعمال کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو کا انداز وہی ہے جو پنجابی فلموں میں دیکھا جاتا ہے ان کی باتوں کی طرز ادائیگی وہی ہوتی ہے

باقی صـ۶ پر

Rules of the game

Every game has certain rules and disciplines to follow, without which the game becomes a mockery. For example, if someone aims at being selected for the national team of (say) hockey, cricket, football or wrestling, the rules require the player to prove his performance and a promising track record at the club or district team in which he plays.

It is through his performance and achievements that he is promoted to the next-in-form and considering his extraordinary talents, a player like Waqar, Mushtaq or Inzamam, (in cricket) is called directly at the nets and there it is his discipline and performance that counts and not his worldly position.

No matter how resourceful a person may be, yet he is never included in the national team because someone from his family was a player of that game too. The fate and performance of a team chosen on favouritism is obviously a failure.

Unfortunately, in the game called 'politics' (as played in our country) the rules and discipline are just the opposite of other games. In order to enter politics, it is enough if you have money which otherwise, you dare not spend upon the welfare and the suffering of the humanity; if you have four people around you to say 'yes' to your 'yes' and 'no' to your 'no' often termed as 'advisors'. And above all, if someone from your family has already been in that game then, with the blessings and backing of these factors, you are considered fit to enter politics, even at the national level and for your selection and election, you need not even have any track record to prove your worth.

Looking at the character-cum-educational background of our politicians of today and leaders of tomorrow, one is astonished to find out that neither the elected representatives of 'people' have a proven educational background nor have they played this game before at either level... and the only 'training' of their political career comes from the university called their "dera" wherefrom they learn how to ridicule their servants, chained in debts, hunger and miseries, called their 'citizen' and they, their 'saviours' and godfathers.

In their rule over them, their god-fathers consider it an insult and not a pride in mixing with their subjects; or, in sharing their sorrows and griefs, or, in soothing their pains and sufferings. At the time of elections, their subjects are 'ordered' to vote for them and to show them the path to the assemblies. These poor objects have no other option but to obey their godfathers and that too, because of their illiteracy, hunger and miseries.

What the rule of the game required was that firstly these 'players' should have served in their mohallah committees, zila and district councils and step-wise, stage-wise should have walked ahead and to have carried with them a track record as to how far they had been instrumental in solving and ending the miseries and sufferings of their people and what steps they had taken to educate, nourish and provide them with health care and sanitation; to prove that their love for the people was in the name of Allah and the Holy Prophet alone (peace be upon him) and not for their personal gains... that they had remained the custodian of their honour and pride... and that they had not betrayed their hopes and looted their honour.

Reading newspaper headlines, one is bewildered at the language that these politicians use against their opponents, dialogues which are normally seen in our Punjabi films.

The tone and tempo of their utterances remain the same as in films, only the platform and characters change. In films, it is the villian who delivers these threats in the film scene; in real life, it is the leader of a party who shouts these threats at his opponents, and that too, on a public platform, without the least fear for the law and order.

Where such uneducated and unethical politicans enter the game of politics whose only plus point was that their relative was a politician or leader of his times, whose car outsizes the size of their servants quarters, and whose hourly spendings are more than the yearly earnings of their servants, what would be the fate of the country whose 'saviours' they claim to be?

MASHA ALLAH KHAN,
Lahore.

THE FRONTIER POST *Thursday April 22, 1993*

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقصود احمد طاہر

ایک چھوٹی سی بات

بسا اوقات ایک چھوٹی سی بات بظاہر سطحی نظر میں چھوٹی بات نظر آتی ہے لیکن مستقبل میں اُس سے جنم لینے والے نتائج و عواقب کسی کے لئے سوہانِ روح بھی بن جاتے ہیں۔ خاکسار راقم السطور کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ ہوا یوں کہ خاکسار اپنی بیگم صاحبہ (جو عرصہ قریباً دو سال سے پتہ کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور وہ بوجہ پتہ میں پتھری ہونے کے دیگر عوارض مثلاً نظام ہضم جگر اور .... میں بھی اس وقت مبتلاء ہیں) کی بیماری کی ہسٹری پر مشتمل کاغذات ۱۴ اپریل کو قریباً ۹ بجے صبح بوجہ بارش اور تیز ہوا کے پلاسٹک کے ایک شاپر میں ڈال کر گھر سے نکلا۔ جو کہ خاکسار نے اپنی برساتی کی لمبی جیب میں اڑس لئے تھے۔ شومئ قسمت کہ وہ کہیں راستے میں اقصیٰ روڈ پر ریلوے پھاٹک کے نزدیک گر گئے۔ چند منٹ بعد انہیں ڈھونڈنے کے لئے خاکسار واپس پلٹا تو وہ کاغذ غائب تھے۔ نزدیک کے ایک دوکاندار سے معلوم ہوا کہ محلہ دارالعلوم کا ایک خادم جو کہ موٹر سائیکل پر سوار تھا، اٹھا کر ہسپتال ہی کی طرف گیا ہے تاکہ مطلوبہ شخص (یعنی خاکسار) کو یہ کاغذات دے سکے۔ حالانکہ بموجب حدیثِ نبویؐ ہونا تو یوں چاہیئے تھا کہ وہ خادم انہیں وہیں پڑا رہنے دیتا یا زیادہ سے زیادہ انہیں نزدیکی دوکانداروں کے حوالے کر دیتا کیونکہ اس صورت میں خاکسار انہیں چند منٹوں میں حاصل کر سکتا تھا لیکن صورت حال اس سے بالکل مختلف پیدا ہو گئی۔ وہ خادم خاکسار کو ڈھونڈتا رہا اور خاکسار اسے۔ نہ وہ خاکسار کو پہچان کر مل سکا اور نہ خاکسار اس کو پا سکا۔ کچھ عرصہ قریباً گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کی آنکھ مچولی کے بعد غالباً اس خادم نے تھک ہار کر اقصیٰ روڈ پر ذیشان جنرل سٹور کے سامنے موٹر سائیکل پر دفتر امورِ عامہ کے ایک نہایت ہی ذمہ دار اور فرض شناس کارکن (چوہدری عبدالغفور صاحب) کے حوالے وہ کاغذات کر دیئے تاکہ وہ مطلوبہ شخص (خاکسار) تک پہنچ سکیں۔ چنانچہ امورِ عامہ کے فرض شناس کارکن نے وہ کاغذات اپنے کسی کپڑے میں لپیٹے اور اقصیٰ روڈ پر سے ہوتے ہوئے فضل عمر ہسپتال کے سامنے والے صدر انجمن کے کوارٹرز کے گیٹ جو کہ محمد رفیق صاحب بٹ کے پان سگریٹ کی دوکان سے ملحق ہے، سے گزرتے ہوئے دفتر امورِ عامہ میں پہنچے جہاں انہیں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ موصوف سے دوسری بار وہ کاغذات گم ہو گئے ہیں اور اسی طرح وہ کاغذات زیر نظر سطور لکھے جانے تک خاکسار کو نہیں ملے ہیں جس کی وجہ سے خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ سخت پریشان ہیں کیونکہ وہ خاکسار کی اہلیہ کی بیماری کی دو سالہ ہسٹری کے علاوہ مکرم و محترم جناب ڈاکٹر میاں مبشر احمد صاحب کے ریفرنس لیٹر REF-LETTER پر مشتمل ہیں۔ جو (REF - LETTER) انہوں نے بیگم صاحبہ کی بیماری کی پیچیدگی کے باعث آغا خان ہسپتال کراچی کے لئے جاری فرمایا تھا جہاں بہت جلد بیگم صاحبہ کے پتے کے آپریشن کے علاوہ دیگر عوارض کا بھی علاج ہونا ضروری ہے لیکن مطلوبہ کاغذات کی گمشدگی کے باعث بیگم صاحبہ کو آغا خان ہسپتال کراچی لے جانے میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے۔ اور ایسا صرف اور صرف بظاہر چھوٹی سی نظر آنے والی لیکن درحقیقت بہت بڑی بات یعنی حدیث نبویؐ پر عمل نہ کرنے کے باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے کہ اسی میں نوع انسان کی دینی و دنیوی فلاح مضمر ہے۔

آخر پر عرض ہے کہ متذکرہ مطلوبہ کاغذات اگر کسی صاحب کو ملیں تو انہیں فوراً ذیشان جنرل سٹور یا خاکسار کے غریب خانہ پر پہنچا کر ممنون فرماوے۔ شکریہ۔

نیز احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ خاکسار کی بیگم کا اپریشن کامیاب کرے۔ ممکنہ جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرماوے۔

بقیہ: صـ۵

جو خواب دیکھی تھی وہی حضور کی تحریر کی جس میں اس بات کا ذکر نہیں تھا۔ مگر خدا کا فضل ہوا اور آپ نے خود ہی اس کا نام تجویز کرتے وقت ساتھ جاوید احمد کے الفاظ کا بھی اضافہ فرما دیا۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۸۶۷ و

MRS. AMI WIFE OF IRSAD پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال بیعت ۱۹۵۷ء ساکن انڈونیشیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴-۴-۱۹۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین برقبہ ۴۰۰ مربع میٹر مالیتی/۱۰۸۵۰۰۰۰ RP (۲) حق مہر/۵۰۰۰۰۰۰ RP۔ میزان/۱۰۵۸۵۰۰۰۰ RP۔ اس وقت مجھے مبلغ/۱۵۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ AMI WIFE OF IRSAD انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱۔ IRSAD S/O KERTAMI انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۲۔ MUSTIRAH S/O IRSAD انڈونیشیا۔

بقیہ صـ۳

کا موقع ملا اور انہیں مشن کی طرف سے ایک وقت کا کھانا پیش کرنے کی سعادت بھی ملی۔

خلیل محمود صاحب کے متعلق اس سے پہلے کسی "کاغذی ہے پیرہن" میں خاصی تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے بلکہ وہ مضمون شائع ہونے کے کچھ عرصہ بعد امریکہ سے مجھے ایک دوست کا خط ملا کہ خلیل محمود صاحب آج کل ہمارے پاس ہیں اور جب الفضل کا وہ شمارہ ملا جس میں ان کے متعلق "کاغذی ہے پیرہن" میں ذکر ہے تو ہم نے اس سارے مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے انہیں سنایا اور وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کی وہ یادگاریں الفضل کے ذریعے قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور انہیں ایک وسیع حلقے سے نہایت خوبصورت طریق پر متعارف کروایا گیا ہے۔ اسی طرح مولوی منیر احمد صاحب عارف اور مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب کے متعلق پہلے "کاغذی ہے پیرہن" میں کافی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جا چکا ہے۔

(مکرم شہبانہ ملک کو ان کی شہرت کے عروج پر کسی ظالم نے گولی کا نشانہ بنا کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں بڑے بڑے سیاہ فاموں کو جن میں محمد علی باکسر بھی تھے شامل تفتیش کر لیا گیا تھا)

بقیہ صـ۵

جو فلموں میں پائی جاتی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ پلیٹ فارم اور کیریکٹرز تو بدل جاتے ہیں۔ فلموں میں ولن فلم کے مختلف مناظر میں دھمکیاں دیتا ہے۔ حقیقی زندگی میں یہ کسی پارٹی کے لیڈر کا کام ہے کہ وہ دوسروں پر آوازے کسے اور ان کو دھمکیاں دے اور وہ بھی ایک پبلک پلیٹ فارم سے بغیر قانون سے ڈرے۔

جن کی مضبوط وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کا کوئی رشتہ دار سیاست دان تھا یا اپنے وقت میں لیڈر مانا جاتا تھا جس کی کار ان کے سرونٹ کوارٹرز سے بھی بڑی ہوتی ہے۔ اور وہ ہر ایک گھنٹے میں اتنا کچھ صرف کر جاتا ہے کہ ان کے نوکر سال بھر میں نہیں کماتے۔ جہاں یہ بات پائی جاتے اس ملک کی قسمت کے متعلق کیا کہیئے۔ اگر ملک کے نجات دہندہ ایسے ہوں تو آپ خود ہی ملک کی قسمت کا اندازہ لگا لیجیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرتے کی سعادت حاصل کریں۔

عدیلہ میر بنت میر عبد السلام
ناروے

نداء النصر جاوید بنت منصور احمد جاوید
ناروے

قدسیہ بشارت بیگم بنت بشارت احمد
ناروے

سحر طارق بنت رائے طارق احمد
ناروے

ردا سحر خان بنت نعیم احمد خان صدیقی
ناروے

روبینہ خلیل بنت طارق خلیل
ناروے

مریم صالحہ راجہ بنت راجہ صلاح الدین
ناروے

امۃ النور جاوید بنت نعمت اللہ جاوید
ناروے

صبیحہ رحمٰن بنت عزیز الرحمٰن بسرا
ناروے

مبارز محمود ابن خالد محمود
ناروے

محی الدین احمد ابن محمود احمد چغتائی
ناروے

یاسر طارق احمد ابن رفیق احمد فوزی
ناروے

آسیہ محمود بنت خالد محمود
ناروے

ھبۃ الحئی بنت محمود احمد چغتائی
ناروے

عامر انیق احمد ابن رفیق احمد فوزی
ناروے

ماہر عزیز خان ابن چوہدری
مسعود اکرم - ناروے۔

سہیل احمد انور ابن جمیل احمد قمر
ناروے

فیصل عمیر خان ابن چوہدری مسعود
اکرم خان - ناروے

نبیل احمد انور ابن جمیل احمد قمر
ناروے

سید منصور احمد ابن سید مبارک احمد
ناروے

منظر دانش احمد ابن محمد احمد
ناروے

ولید احمد ابن اطہر احمد
ناروے

مرزا محمد عارف ابن مرزا محمد اشرف
ناروے

عبد الحئی ابن مظفر احمد صابر
ناروے

مبرور احمد ابن منصور احمد
ناروے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲ مئی ۔ شدید گرمی اور لُو کا سلسلہ جاری ہے۔

○ بی بی سی کے مطابق عظیم طارق کے حامیوں نے ان کے قتل کا ذمہ دار الطاف گروپ کے قائد الطاف حسین کو ٹھہرایا ہے۔ اور گذشتہ روز انہوں نے قتل کے بعد الطاف گروپ کے حامیوں کو مار پیٹا۔ لیکن فوج نے صورت حال پر قابو پالیا۔ کراچی شہر کی دیواروں پر "عظیم بھائی کے قاتل الطاف حسین کو پھانسی دو" کے نعرے لکھ دیئے گئے۔

○ ایم کیو ایم کے الطاف گروپ نے عظیم طارق کے قتل کے خلاف احتجاج کے طور پر ضمنی انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔ یہ قتل ایسے وقت میں ہوا ہے جبکہ سندھ میں اس ہفتے ضمنی الیکشن ہونے والے ہیں۔

○ ایم۔ کیو۔ ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے چیئرمین عظیم طارق کا قتل ان کے لئے یوم حشر سے کم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اور عظیم دشمنوں کی سازش کو ناکام بنانا چاہتے تھے۔

○ ایم کیو ایم کے لیڈر عظیم طارق کے قتل کے بعد کراچی کے حساس علاقوں میں فوج نے گشت شروع کر دیا ہے شہر میں ہُو کا عالم رہا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے اور سڑکوں پر ٹریفک بھی برائے نام ہی رہ گیا۔

○ نگران حکومت نے نواز شریف حکومت کے ارکان اور عہدیداروں کا احتساب کرنے کے لئے کمیٹی قائم کر دی ہے۔ زاہد سرفراز، احسان پراچہ اور روئیداد خان پر مشتمل کمیٹی ایک ماہ میں اپنا کام مکمل کرے گی حکومت نے نگران کابینہ کے ارکان کو اپنے اثاثوں کے گوشوارے جمع کرانے کی ہدایت کی ہے۔

○ سابق وزیر اعظم اور پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ) کے صدر محمد نواز شریف کا کوئٹہ پہنچنے پر شاندار استقبال کیا گیا مسلم لیگ اور اے این پی کے ہزاروں افراد نے فلک شگاف نعرے لگائے۔ استقبال کرنے والوں میں خواتین کی بڑی تعداد شامل تھی۔

○ پاکستان نے بھارت کے وزیر داخلہ ایس بی چوان کے راجیہ سبھا میں دیئے گئے اس بیان کا خیر مقدم کیا ہے جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ بمبئی میں بم دھماکوں میں پاکستان کے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

○ نگران وزیر اعظم میر بلخ شیر مزاری نے کہا ہے کہ فی الحال صوبائی اسمبلیاں توڑنے کا کوئی جواز نہیں البتہ آئین کے مطابق کام نہ کرنے پر صوبائی اسمبلیاں توڑ دی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں تقریباً تمام سیاسی جماعتوں کو نمائندگی دی گئی ہے۔ اس لئے اس کا بڑا ہونا فطری امر ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق کابینہ کے ارکان کی تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ تھی۔

○ سری لنکا کے صدر رانا سنگھے پریما داسا کے قتل کے بعد وزیر اعظم ویجے سنگھا نے سری لنکا کے صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز مرحوم کی بیوہ نزہت آصف نے اپنے اس الزام کو دہرایا ہے کہ ان کے خاوند جنرل آصف نواز کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔ یہ بات انہوں نے جنرل مرحوم کی موت کی وجہ معلوم کرنے والے کمیشن کے سامنے اپنے تحریری بیان میں کہی ہے۔

○ لاہور میں یوم مئی کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے مزدور رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ محنت کشوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور مزدوروں کی تنخواہ تین ہزار سے کم نہ ہو۔ مہنگائی، بے روزگاری، جاگیرداری اور نجکاری ختم کی جائے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں پولیس ہڑتال، مظاہروں اور گرفتاریوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ کشمیر پولیس کے اہلکار اپنے ایک ساتھی ریاض احمد کی بھارتی فوج کے ہاتھوں ہلاکت کے خلاف بارہویں روز بھی ہڑتال پر رہے۔

○ پیلو کیب سکیم کے لئے نئے قرضوں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اور قومی بنکوں کو یکم اپریل کے بعد پیلو کیب سکیم کے لئے نئے قرضے منظور نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

○ بی بی سی کے مطابق امریکہ کے صدر کلنٹن نے بالآخر بوسنیا میں جنگ ختم کرانے کے لئے فوجی طاقت استعمال کرنے کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ اور امریکہ نے سربوں کے خلاف اقدامات کرنے کے لئے یورپی اتحادیوں سے سفارش کر دی ہے اور اس سلسلے میں وائٹ ہاؤس سے باقاعدہ اعلان جاری کر دیا گیا ہے۔

○ تین مغربی سفارت کاروں کی رہائی کے لئے جن کو افغان مجاہدین کے ایک کمانڈر غلام نبی نورزئی نے پکڑا ہوا ہے یہ شرط پیش کی ہے کہ پاکستان اسلحہ کی سمگلنگ کے ۲ افغان ملزم چھوڑ دے ان سفارت کاروں کو ۲۳۔ اپریل کو اس وقت پکڑ لیا گیا تھا جب وہ پاکستان کی سرحد عبور کر کے افغانستان میں داخل ہو گئے تھے۔

○ ایران اور جرمنی نے مشہد میں ایک ایٹمی بجلی گھر کی تکمیل کے متعلق تبادلہ خیال کیا۔ جرمنی کی امداد سے شروع کئے جانے والے اس منصوبے پر تعمیر کا کام ایران کے ۱۹۷۹ء کے اسلامی انقلاب کے بعد روک دیا گیا تھا۔ ایران اس منصوبے پر پانچ ارب مارک سے زیادہ رقم پہلے ہی خرچ کر چکا ہے۔ بات چیت کے بعد ایرانی پارلیمنٹ کے نائب صدر نے کہا کہ ان کا ملک اپنی ایٹمی و کیمیائی تنصیبات کو جرمنی اور بین الاقوامی معائنے کے لئے کھولنے کو تیار ہے۔

○ ایم۔ ڈی طاہر ایڈووکیٹ نے لاہور ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کی ہے جس کے ذریعے نگران کابینہ میں ۵۸ وزراء کی شمولیت کو چیلنج کیا گیا ہے

درخواست دعا

○ دفتر الفضل کے کارکن مکرم چوہدری محمد دین صاحب دورہ پر خانیوال گئے تھے۔ وہاں ایک حادثہ کی وجہ سے سر پر شدید چوٹ آئی ہے۔ احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے

بے بی ٹانک

بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکالنے کی تکالیف اور چڑچڑا پن وغیرہ کیلئے بچوں کا ٹانک۔ قیمت RS 12/- لٹریچر مفت

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیوپیتھی رجسٹرڈ)

فون: ۶۰۶ - ۷۷۱ ربوہ

پتہ

کراچی میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں

12 تا 18

حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں۔

منڈی بہاؤ الدین میں ہر ماہ کی 8 تاریخ کو

218527 ☎

پوسٹ بکس 222 چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے

بفضلہ تعالیٰ

دواخانہ حکیم نظام جان

اقصیٰ چوک ربوہ فون: 558

۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

پُر امید واحد علاجگاہ

حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان

ملتان میں ہر ماہ کی 25 تا 28 تاریخ کو

ربوہ میں ہر ماہ کی ان تاریخوں میں

5 . 6 . 7

حکیم صاحب مطب فرماتے ہیں